سوال

(423) کورٹ میرج کی شرعی حیثیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

تین چار سال قبل ایک لڑکے اور لڑکی کے آپس میں تعلقات ہوگئے اب اسی دوران لڑکی نے اپنی والدہ کو کہا تو وہ یہاں رشتہ کرنے پر رضا مند ہوگئی۔ بات طے ہوگئی۔ نکاح کی تاریخ بھی طے ہوگئی۔ عین نکاح کے دن (چونکہ لڑکی کا والد سادہ آدمی تھا اس لیے اسے اس کے بھائیوں نے مجبور کیا کہ وہاں رشتہ نہیں دینا)۔ پیغام ملا کہ آپ نکاح نہ لینے آئیں۔ لڑکی کی والدہ بھی جواب دے کر چلی گئی۔ چند دنوں کے بعد لڑکی وہاں سے لڑکے کے پاس آگئی۔ اور انہوں نے عدالت میں رجوع کر کے نکاح کر لیا۔ اس نکاح سے قبل دونوں زنا کے مرتکب بھی ہوئے۔ اور عین نکاح کے وقت (بقول لڑکے کے) لڑکی کو حمل بھی تھا۔

کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کی والدہ رات اس لڑکی کو واپس لے کے چلی گئی۔ اور پھر عدالت میں کیس چلتا رہا آخر فیصلہ لڑکے کے حق میں ہوگیا۔ اور وہ لڑکی کو اپنے گھر لے آیا۔ چند ہی دنوں بعد اس لڑکے کو احساس ہوا کہ نکاح کے وقت تو حمل تھا لہٰذا نکاح نہیں ہوا۔ اب اس نے ایک مولوی صاحب سے رجوع کیا اور اس مولوی صاحب نے مسجد کے ایک کونے میں بیٹھ کر کچھ حق مہر کے تحت اس لڑکے کا نکاح پڑھ دیا۔ جبکہ وہ گواہوں والے معاملے سے لاعلم تھا۔ اور اب اسے اس بات کا بڑا افسوس ہے۔

لڑکی کی والدہ فوت ہو چکی ہے اور لڑکی کا والد اس اہل نہیں کہ وہ ولی بن سکے (وہ لائی لگ ہے) ان دونوں کی اولاد بھی ہو چکی ہے۔ لڑکی کا کوئی بھائی نہیں ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ لڑکا اور لڑکی کہتے ہیں کہ اب ہم نے سچے دل سے توبہ بھی کر لی ہے۔ باوضاحت جواب لکھیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مسئولہ میں نکاح درست نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے :

وَأُحِلَّ لَكُم مّا وَرآءَ ذٰلِكُم أَن تَبـ تَغوا بِأَ، وٰلِكُم مُحـ صِنينَ غَيـ رَ مُسٰفِحينَ --النساء24

''اور حلال کیا گیا واسطے تمہارے جو کچھ سوائے اسی کے ہے یہ کہ طلب کرو تم بدلے مالوں اپنے کے قید میں رکھنے والے نہ پانی ڈالنے والے یعنی بدکار'' اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ حلت نکاح کے لیے مرد کا محصن عفیف اور غیر زانی ہونا ضروری ہے اللہ تعالیٰ کا ہی فرمان ہے :

ا يو مَ أُحِلَّ لَكُمُ لطَّيِّبٰتُ وَطَعامُ لَّذينَ أوتوا ا كِتٰبَ حِلّ لَّكُم وَطَعامُكُم حِلّ لَّهُم وَ ا مُحـ صَنٰتُ مِنَ ا مُؤ مِنٰتِ وَ ا مُحـ صَنٰتُ مِنَ لَّذينَ أوتوا ا كِتٰبَ

مِن قبۡ لِكُم اِذَآ ءَاتَيۡ تُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحۡ صِنِينَ غَيۡ رَ مُسَٰفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِيٓ أَخۡ دَانٖ   --مائدة 5

''آج کے دن حلال کی گئیں واسطے تمہارے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا کہ دیئےگئے ہیں کتاب حلال ہے واسطے تمہارے اور کھانا تمہارا حلال ہے واسطے ان کے اور پاکدامنیں مسلمانوں میں سے اور پاک دامنیں ان لوگوں میں کہ دیئےگئے ہیں کتاب پہلے تم سے جب دو تم ان کو مہر ان کے نکاح میں لانے والے نہ بدکاری کرنے والے اور نہ پکڑنے والے چھپے آشنا'' اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حلت نکاح کے لیے عورت کا محصنہ عفیفہ غیر زانیہ ہونا ضروری ہے پھر یہ آیت کریمہ حلت نکاح میں مرد کے محصن عفیف غیر زانی ہونے پر بھی دلالت کر رہی ہے تو ان آیتوں کو ملانے سے ثابت ہوا کہ جس جوڑے کا آپس میں نکاح ہونا طے پایا ہے دونوں محصن عفیف ہیں تو نکاح حلال ورنہ نکاح حلال نہیں خواہ دونوں ہی غیر محصن وغیر عفیف ہوں خواہ ایک غیر محصن وغیر عفیف ہو خواہ مرد غیر محصن وغیر عفیف ہو خواہ عورت غیر محصنہ وغیر عفیفہ ہو ۔ تو ان تینوں صورتوں میں نکاح حلال نہیں ۔

پھر صورت مسئولہ میں نکاح اذن ولی کے بغیر ہے اور اذن ولی کے بغیر نکاح درست نہیں قبل از اسلام زمانہ جاہلیت میں لوگ اذن ولی کے بغیر نکاح کر لیا کرتے تھے اسلام نے اسلامی نکاح کے علاوہ جاہلیت کے تمام نکاح ختم کر دیئے صحیح بخاری میں ہے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

«فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِالْحَقِّ ہَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ إِلاَّ نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ»

''پس جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا گیا ساتھ حق کے تو آپ نے جاہلیت کے تمام نکاح ختم کر دیئے مگروہ نکاح جو آج لوگ کرتے ہیں '' اور ''نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ ''کی وضاحت اسی حدیث میں پہلے آ چکی ہے چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی فرماتی ہیں :

«فِنِكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمَ يَخْطُبُ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ وَلِيَّتَهُ أَوِ ابْنَتَهُ ، فَيُصْدِقُهَا ، ثُمَّ يَنْكِحُهَا» (جلد دوم کتاب النکاح باب من قال لا نکاح الا بولی ص 769 وص 770)

''پس ان نکاحوں میں سے ایک نکاح وہ ہے جو آج لوگ کرتے ہیں کہ آدمی دوسرے آدمی کو پیغام دیتا اس لڑکی کے متعلق جو اسکی سرپرستی میں ہوتی یا اس کی بیٹی کے متعلق پس وہ اس لڑکی کا حق مہر مقرر کرتا پھر اس سے نکاح کرتا''

عدالت نے صرف لڑکی کے بیان پر کاروائی کی ہے اس لیے اس کا کوئی اعتبار نہیں فریقین کے بیان سنے بغیر فیصلہ کرنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں ۔ ارواء الغلیل حدیث نمبر 2600

ہاں اگر دونوں تائب ہو جائیں اور توبہ واقعتا درست ہو حقیقت پر مبنی ہو اور گواہوں کی موجودگی میں ولی کے اذن سے اسلامی اصولوں کے مطابق شروط نکاح کی پابندی میں ان کا نیا نکاح ہو تو آئندہ گناہ سے محفوظ ہو جائیں گے ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

احکام و مسائل

نکاح کے مسائل ج1ص 304

محدث فتویٰ